معاشرے اور برادری کی ترقی کا شعور

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ وَالسّلامُ عَلى سَيِّدِ الأَنبياءِ وَالمرسَلين، وعَلى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِيْن، وَمَن تَبِعَهُم بِإِحْسَانٍ إِلى يَوْمِ الدِّين، أَمّا بَعد: فَأَعُوْذُ بِالله مِنَ الشّيطانِ الرَّجِيْم، بِسْمِ الله الرَّحْمنِ الرَّحِيْم.

حضور پرنُور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللَّهُمَّ صلِّ وسلِّمْ وبارِكْ علَى سيّدِنَا ومولانا وحبيبِنا مُحَمَّدٍ وَّعَلَى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

راعی اور رعیت

عزیزانِ محترم! انسانوں کے درمیان باہمی رَبط وتعلق کا ہونا فطری عمل ہے، کوئی انسان تنہا اور دوسروں سے الگ تھلگ رہ کر زندگی بسر نہیں کرسکتا ہے، خواہ مُعاش ومعیشت کا مسئلہ ہو یا امن وحفاظت کا، اسے لازماً باہمی تعاوُن کی ضرورت ہوتی ہے، وہ ضرور تمند ہوتا ہے کہ کوئی اس کے ساتھ خیر خواہی، اس کی نگہبانی اور وقتِ ضرورت اس کی مدد کرے۔ ایسے شخص کو "راعی" کہتے ہیں، اور جس کی حفاظت ونگہبانی کی جاتی ہے اسے "رعیت" کہتے ہیں، یہ نظامِ فطرت زندگی کے تمام شعبوں کو محیط ہے۔

ایک مشہور حدیث میں اس کی بھرپور وضاحت کی گئی ہے، مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا: «كُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، الإِمَامُ رَاعٍ وَمَسؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي أَهْلِهِ وَمَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا وَمَسْؤُولَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا»(۱) "تم میں سے ہر شخص ذمہ دار ہے اور اس سے اس کے ماتحت لوگوں اور رعایا کے بارے میں باز پرس ہوگی، امیر وخلیفہ ذمہ دار ہے، اس سے اس کی رعیت کے بارے میں باز پرس ہوگی، مَرد اپنے اہلِ خانہ کا ذمہ دار ہے، اور اس سے اس کی رعیت کے سلسلے میں باز پرس ہوگی، عورت اپنے شَوہر کے گھر کی نگراں ہے، اور اس سے اس کی ذمہ داری سے متعلق باز پرس ہوگی۔

مُعاشرتی شعور

عزیز دوستو! اسلام اجتماعی نظامِ زندگی کا تقاضا کرتا ہے، اس کے لیے ایک ایسے نظام کی ضرورت ہے جس میں ہر فَرد کو ذمہ داری کا احساس ہو؛ کیونکہ یہی وہ اِحساس ہے جس سے لوگوں کے درمیان محبت واُلفت قائم رہتی ہے، یہی وہ اِحساس ہے جس کے ذریعے انسان کے دل میں خوفِ خدا پیدا ہوتا ہے، جو اللہ عزوجل پر ایمان کی پختگی کی علامت ہے، یہی وہ احساس ہے جو نیکیوں کی رغبت پیدا کرتا ہے، اسی احساس کی بدَولت انسان اچھی کارکردگی کا مُظاہرہ کرکے مُعاشرے کی ترقی کا سبب بنتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «عَلَى

---

(۱) "صحيح البخاري" كتاب الجمعة، ر: ۸۹۳، صـ۱٤٤.

كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ» قَالُوا: فَإِنْ لَمْ يَجِدْ؟ قَالَ:« فَيَعْمَلُ بِيَدَيْهِ فَيَنْفَعُ نَفْسَهُ وَيَتَصَدَّقُ» قَالُوا: فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ؟ قَالَ :«فَيُعِينُ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوفَ» قَالُوا: فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ؟ قَالَ :«فَيَأْمُرُ بِالْخَيْرِ» قَالُوا: فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ؟ قَالَ:« فَيُمْسِكُ عَنِ الشَّرِّ؛ فَإِنَّهُ لَهُ صَدَقَةٌ»(۱) "ہر مسلمان کے لیے صدقہ ضروری ہے، لوگ عرض گزار ہوئے کہ اگر یہ کام نہ کر سکے تو؟ فرمایا کہ: اپنے ہاتھوں سے محنت کر کے کمائے، جس سے اپنی ذات کو بھی فائدہ پہنچائے اور صدقہ بھی کرے، لوگوں نے عرض کی کہ اگر ایسا نہ کر سکے تو؟ فرمایا کہ ضرور تمند اور محتاج کی مدد کرے، عرض گزار ہوئے کہ اگر ایسا نہ کر سکے تو؟ فرمایا کہ نیکی کا حکم کرے، لوگوں نے عرض کی کہ اگر یہ بھی نہ کر سکے تو؟ فرمایا کہ بُرائی سے بچا رہے؛ کہ یہی اس کے لیے صدقہ ہے"۔ اس حدیثِ مبارک سے ہمیں یہ بھی درس ملتا ہے کہ ہم ان لوگوں کی مدد کریں اور خیال رکھیں جو معاشرہ میں ہمارے ساتھ رہتے ہیں۔

باہمی مُعاشرتی تعاوُن

برادرانِ اسلام! انسان کی فطرت میں دوسرے انسان کے ساتھ اُنسیت و محبت گویا اُس کے نام ہی میں داخل ہے، مشکل اوقات میں ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی کا برتاؤ کرنا انسانی جذبات کا خاصہ ہے، اس تعاوُن کے پیچھے باہمی پیار، محبت اور انسان کے ساتھ بینَ الانسانی تعلق کارفرما ہوتا ہے، باہمی تعاون نہ ہو تو انسانی نسل کی بقا ممکن نہیں

(۱) "صحيح البخاري" كتاب الأدب، ر: ٦٠٢٢، صـ١٠٥٢، ١٠٥٣.

ہے، ماں باپ باہمی تعاوُن ہی سے ایک نسل اور خاندان کی پرورش کرتے ہیں۔ دنیا بھر کے سارے مُعاملات باہمی تعاوُن ہی کے بل بُوتے پر قائم ہیں۔ باہمی تعاوُن صرف انسانی زندگی ہی نہیں بلکہ پورے کارخانۂ قدرت کے چلنے کا باعث بھی ہے، اور خود انسانی زندگی میں بھی بگاڑ اس وقت آتا ہے جب انسانوں کا باہمی تعاوُن ماند پڑجاتا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے: ﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى﴾(١) "نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو"۔

اللہ تعالی نے اس آیت مبارکہ میں یہ بیان فرمایاکہ سب مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ نیکی اور پرہیزگاری کی راہوں میں ایک دوسرے کا تعاون کریں، وہ لوگ آپس میں دوست بن جائیں، ان کے درمیان نہ خیانت ہو، نہ کینہ ہو، نہ حسد ہو، نہ بغض ہو، اور نہ قطعِ تعلقات ہو، بلکہ ایسے دوست ہوں جو ایک دوسرے کی خیر خواہی کی فکر میں رہیں، اور بھلائی کی راہوں میں باہمی تعاوُن کریں، یہی اسلامی یکجہتی ہے، اور اسی اسلامی یکجہتی، اخوّت اور بھائی چارگی کی اَہمیت کو اُجاگر کرتے ہوئے حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: «إِنَّ الْمُؤْمِنَ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا»(٢) "ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لیے عمارت کی طرح ہے، جس کا ایک حصہ دوسرے کو طاقت پہنچاتا ہے"۔

---

(١) پ: ٦، المائدة: ٢ .

(٢) "صحيح البخاري" كتاب الصلاة، ر: ٤٨١، صـ٨٣.

والدین کے ساتھ بھلائی اور حُسنِ سُلوک

عزیزانِ گرامی قدر! مُعاشرتی اور برادری کے ساتھ بھلائی کے شعور کی ابتداء اس وقت ہوتی ہے، جب انسان اپنے فرائض منصبی ادا کرتا ہے، اپنے خاندان کی اِعانت کرتا ہے، اور اپنے والدین کے ساتھ بھلائی اور حسنِ سلوک سے پیش آتا ہے، جس کے سبب مُعاشرہ مستحکم ہوتا ہے، ارشاد باری تعالی ہے: ﴿وَوَصَّيْنَا الإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا﴾[1] "ہم نے آدمی کو تاکید کی اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو!"۔ اسلام نے ماں باپ سے حسنِ سلوک کا حکم دیا؛ کیونکہ والدین کے ساتھ حسن سلوک اور ان کے حقوق کی ادائیگی میں ہی اللہ عزّوجلّ کی رضا ہے۔

بیوی اور اولاد کے حقوق

برادرانِ اسلام! مُعاشرتی اور برادری کے حقوق کی ادائیگی میں ماں باپ کے بعد اہل خانہ میں انسان پر اپنی اولاد اور بیوی کے حقوق بھی مقرّر ہیں، جن کی حفاظت سے مُعاشرے کو اچھا، مضبوط اور دیرپا بنایا جاسکتا ہے، باہمی حقوق کی صحیح طور پر ادائیگی معاشرے کے امن وامان میں مددگار ثابت ہوتی ہے، انہی حقوق میں معاشرے کے افراد کا باہمی ادب واحترام بھی ہے، شوہر اپنی زوجہ کا احترام کرے، اس کی عزت کرے اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کرے، اسی طرح والدین کا کردار اولاد کے لیے مشعل راہ ہوتا ہے کہ

---

(۱) پ: ۲۰، العنکبوت: ۸ .

بچہ اپنے والدین کے کردار کا آئینہ دار ہوتا ہے، اس لیے بنیادی طور پر اولاد کی ایسی اچھی اخلاقی اور دینی تربیت کی جائے، جس میں مقصود اللہ تعالیٰ کی رضا ہو؛ تاکہ اولاد اپنے آپ کے لیے فائدہ منداور معاشرے بھر کی تعمیر وترقی میں ایک مثالی حصہ ہو، انبیاء ورُسل علیہم السلام کا اپنی اولاد کی تربیت کے مُعاملہ میں یہی طریقہ کار رہا۔ ہمیں ہماری اولاد کا نگران مقرّر کیا گیاہے، حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ اللهَ تَعَالَى سَائِلٌ كُلَّ رَاعٍ عَمَّا اسْتَرْعَاهُ أَحَفِظَ ذَلِكَ أَمْ ضَيَّعَ؟ حَتَّى يَسْأَلَ الرَّجُلَ عَنْ أَهْلِ بَيْتِهِ»[1] "اللہ تعالی ہر نگہبان سے اس کے ماتحت افراد، اور ان کے حقوق کے بارے میں باز پُرس فرمائے گا، یہاں تک کہ آدمی سے اس کے اہلِ خانہ سے متعلق بھی سوال کیا جائے گا"۔

پڑوسیوں کے حقوق

عزیزانِ محترم! دین اسلام نے معاشرہ کی بینادوں کو مضبوط تر کرنے کے لیے حسنِ سُلوک اور باہمی محبت کی دعوت عام فرمائی، جس کے سبب معاشرہ میں مہربانی، محبت اور اطمینان کی فضا قائم ہوتی ہے، اسی معاشرتی خوبی کی اہم ترین باتوں میں سے پڑوسی کے ساتھ محبت وبھلائی کا سُلوک بھی ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے پاک کلام قرآنِ مجید میں ارشاد فرمایا: ﴿وَاعْبُدُوا اللهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِه شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ

---

(۱) "صحيح ابن حبان" كتاب السير، ر: ٤٤٧٦، صـ٧٧٧.

بِالْجَنْبِ﴾[1] "اللہ تعالیٰ کی بندگی کرو، اور اُس کا شریک کسی کو مت ٹھہراؤ، اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی سے پیش آؤ، اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور پاس کے ہمسائے اور دُور کے ہمسائے اور کروٹ کے ساتھی سے بھی بھلائی سے پیش آؤ"۔

اس آیتِ کریمہ نے ہمسائیوں کے ساتھ بھلائی کرنے، ان کے حقوق کی حفاظت، اور اس کی ذمہ داریوں کی تاکید بیان فرمائی ہے، اس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ماں باپ اور رشتہ داروں کے فوراً بعد ذکر فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی﴾ "پاس کے ہمسائے" ﴿وَالْجَارِ الْجُنُبِ﴾ "اور دُور کے ہمسائے" یعنی اجنبی یا غیر مسلم۔ تو آیتِ کریمہ کے اس حصے نے پڑوسی کے ساتھ بھلائی کرنے میں پاس اور دُور، مسلمان وغیر مسلم کا کوئی فرق نہیں رکھا؛ کہ اس کے سبب معاشرتی اور برادری ترقی کی راہیں ہموار ہوتی ہے، اسی طرح باہمی احترام، پڑوسیوں کے ساتھ حسن سُلوک، اور ان سے اچھے تعلقات کا قیام، ان کے لیے بھلائی کی کوششیں کرتے رہنا، انہیں کسی بھی قسم کی تکلیف واِیذاء نہ دینا، اور ان کی جان ومال، عزت وآبرو کی حفاظت کی اہمیت اجاگر فرماتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ

(۱) پ۵، النساء: ۳٦.

النَّاسُ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ»[1] "اچھا مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ وزبان سے لوگ محفوظ رہیں"۔

میرے بزرگو اور دوستو! یہ تمام سلوک واخلاق معاشرتی اور برادری کے باہمی رابطوں اور رویوں کی بقاء کے ضامن ہیں، اسی طرح لوگوں کے مابین اچھے تعلقات اور مثبت سوچ کے سبب معاشرے اور برادری کے لیے ترقی کی راہیں پروان چڑھتی ہیں۔ اسی احساس کے سبب اپنے معاشرے اور برادری کی ترقی کے لیے ایسے قوانین اور ضوابط کی حوصلہ افزائی کی جائے، جو لوگوں اور شہروں کی ترقی کے لیے بنائیں گئے ہیں، اس میں نفع بخش امور کے دوام اور ضرر رساں امور کی بیخ کنی کی جائے، لوگوں کے لیے روزگار کے مواقع فراہم کیے جائیں؛ تاکہ وہ بُرائی سے بچ سکیں اور خیر کے کاموں کو اپنا سکیں، ان اچھے امور کی طرف کوشش کرنے اور ان کو عملی جامہ پہنانے والے لوگ ضرور اجر وثواب کے مستحق ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُحْضَرًا﴾[2] "جس دن ہر ایک نے جو بھلا کام کیا اسے حاضر پائے گا"، یعنی بروزِ قیامت ہر ایک کو اس کے اعمال کی جزا ملے گی، اور اس میں کچھ کمی وکوتاہی نہیں ہوگی۔

---

(۱) "سنن النسائي" كتاب الإيمان، الجزء الثامن، صـ۱۰۸، ۱۰۹.

(۲) پ۳، آل عمران: ۳۰.

اے اللہ ! ہمیں اپنے معاشرے اور برادری کی ترقی کے کاموں کی حوصلہ افزائی کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمایا، اپنے اہل و عیال کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرما، اس کی برکت سے محبت ورحمت نازل فرما، ہمیں اور ہمارے اہل و عیال کو خیر کی توفیق نصیب فرما، انہیں بھی بھلائی کی سعادت عطا فرما، اپنے وطن و معاشرے کے لیے نفع بخش بنا، اے اللہ! ہمارے ظاہر و باطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے اِرشادات پر عمل کرتے ہوئے قرآن وسُنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دوعالَم ﷺ اور صحابۂ کِرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سچی محبّت اور اِخلاص سے بھرپور اِطاعت کی توفیق عطا فرما، ہم پر اپنی نعمتوں کی فراوانی اور اِن میں دَوام عطا فرما، اِن کی حفاظت وشکر کی توفیق عطا فرما، ہمیں دنیا وآخرت میں بھلائیاں عطا فرما، پیارے مصطفیٰ کریم ﷺ کی پیاری دعاؤں سے وافر حصّہ عطا فرما، ہمیں اپنا اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کا پسندیدہ بنا، اے اللہ! متّحدہ عرب اِمارات کے بانی شیخ زاید اور دیگر حکّام کی مغفرت اور اُن پر اپنی رَحمت فرما، شیخ خلیفہ اور دیگر حکّامِ اِمارات کی حفاظت فرما، اِن سے وہ کام لے جس میں تیری رِضا شاملِ حال ہو، تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه سيّدنا ونبيّنا وحبيبنا وقرّة أعيننا محمّدٍ وّعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.